۲

قرآن شریف کا اول و آخر

(فرمودہ ۵-جنوری ۱۹۱۲ء -بمقام قادیان)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے سورۃ الفلق کی تلاوت فرمائی:-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ- قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ- مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ- وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ- وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ- وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ- [۱]

اس کے بعد فرمایا:-

قرآن شریف کو جن لوگوں نے غوراور تدبر سے پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ تمام قرآن شریف کا لُبِّ لُباب الحمد شریف یعنی سورہ فاتحہ ہے گویا کہ سارا قرآن شریف مجملاً بطور فہرست کے سورہ فاتحہ ہے- اور جن لوگوں نے اس سے زیادہ غور و فکر کیا ہے انہوں نے "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کو سورہ فاتحہ کا خلاصہ قرار دیا ہے- بعد اس کے یہ ایک صاف بات ہے کہ سُورہ فاتحہ میں صراط مستقیم والی دعا کے ساتھ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ [۲] کی دعا سکھلا کر افراط اور تفریط سے بچنے کی ترغیب دلائی ہے- صراط مستقیم کے جادہ سے ادھر اُدھر ہونا یہ ایک اندرونی فتنہ ہے-اور مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ یا ضَآلِّیۡنَ کی راہ اختیار کرنا گویا بیرونی فتنہ میں مبتلاء ہونا ہے- اندرونی فتنہ کے بالمقابل سب سے بڑا بیرونی فتنہ ضَآلِّیۡنَ والا فتنہ ہے- یہ تو قرآن مجید کی ابتداء کی سورہ ہے- اب قرآن شریف کے اخیر میں بھی سورہ فاتحہ کے مضمون کے بالمقابل دو فتنوں کا ذکر الگ الگ دو سورتوں میں بیان فرما کر ان

سے بچنے کیلئے خدا تعالیٰ ہی کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے۔ جیسا کہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کو سورہ فاتحہ کے اخیر میں رکھا ہے اسی طرح سے سورۃ الناس کو جس میں عیسائیوں کے فتنہ کا ذکر ہے قرآن شریف کے اخیر میں رکھا ہے اور سورۃ الناس سے ماقبل سُورۃ الفلق کو سورہ فاتحہ کے اندرونی فتنہ کے بالمقابل رکھا ہے اور سورۃ فاتحہ میں اندرونی فتنہ کا جو مجمل بیان تھا اس کے کسی قدر آثار زیادہ بیان کر کے اسکی تشریح کردی۔

فلق بمعنی خلق بھی آیا ہے۔ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ کہہ کر تمام قسم کے فتنوں کا ذکر کردیا کیونکہ فتنے جب تھوڑے ہوں تو گنتی بھی کی جاوے مگر فتنے جب حد سے بڑھ جاویں تو کہاں تک اس کو شمار کیا جاوے۔ مَا خَلَقَ میں ہمارے اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے کہ فتنہ اور فسادوں کی کوئی حد ہی نہ رہی۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ میں غاسق چاند کو کہا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیغمبر ﷺ نے چاند کی طرف دیکھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اِسْتَعِیْذِیْ مِنْ ھٰذَا فَاِنَّہٗ غَاسِقٌ اِذَا وَقَبَ۔ [۳] جب کسی قوم میں ہلاکت آتی ہے تو پہلے اس ہلاکت کا پیش خیمہ آپس کی ہی اندرونی پھوٹ اور آپس ہی کی اندرونی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ امراء۔ امراء کے‘ علماء علماء کے مخالف ہوجاتے ہیں اور ایک دوسرے کے سخت جانی دشمن ہوجاتے ہیں۔ پھر بعد میں بیرونی فتنہ کو اندرونی فتنہ پر غلبہ پانے کی راہ کھل جاتی ہے۔ گویا جب کوئی قلعہ اندر اور باہر دونوں طرف سے مضبوط ہوتا ہے تو دشمن دفعۃً اس پر حملہ آور نہیں ہوتا۔ جب قلعہ کے اندرونی حالت خراب ہوجاتی ہے تو پھر دشمن کو بھی ہمت مل جاتی ہے۔ خدا کسی قوم کو نہیں بگاڑتا جب تک کہ وہ بگڑنے کے سامان اپنے ہاتھوں سے پہلے آپ نہ کرلیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَابِاَنْفُسِھِمْ۔ [۴]

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ میں شاعروں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کیونکہ پھونک مارنے والے کی طرح شاعر بھی اپنے منہ میں اندر ہی اندر اشعار کی پھونک پھانک لگاتا رہتا ہے اور یوں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان جو عقد اور رشتہ ہوتا ہے اس کو توڑنا چاہتا ہے۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ حسد کا بازار اس قدر گرم ہوگیا ہے کہ ایک سلطنت دشمن کے حملہ سے تباہ ہوجاتی ہے تو دوسری سلطنت اس کے پہلو میں بولتی تک نہیں‘ بالکل خاموش بیٹھی دیکھتی ہے کہ اچھا ہے کمزور ہولے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس سُورۃ کو کثرت سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کریں۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَ

نَفَعَنَا وَ اِيَّا كُمْ بِالذِّ كْرِالْحَكِيْمِ۔

(اخبار بدر ۱۸-جنوری ۱۹۱۲ء)

۱؎ سورۃالفلق ۲؎ الفاتحۃ:۷

۳؎ ترمذی ابوابُ التفسیر بآب سورۃ المعوذتین میں الفاظ اس طرح ہیں
"اِسْتَعِيْذِىْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ اِذَا وَقَبَ"

۴؎ الرَّعد:۱۲